International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

تفسیر بیان القرآن کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے خصائص وامتیازات

Characteristics and Distinctions of Prophet Muhammad (PBUH) in the light of Tafsir Bayan-ul-Quran

1. Abdul Rauf Usmani,
Ph.D Scholar,
Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore,
Email: qaziusmani33@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-6781-9569

2. Dr. Muhammad Abdullah,
Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore,
Email: Abdullah_pu@hotmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-9042-0583

To cite this article: Abdul Rauf Usmani and Dr. Muhammad Abdullah. 2022. "تفسیر بیان القرآن کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے خصائص وامتیازات: Characteristics and Distinctions of Prophet Muhammad (PBUH) in the light of Tafsir Bayan-ul-Quran". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 126-141.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 126-141
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-10/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u10
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	15 April 2022
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

Maulana Ashraf Ali Thanwi was a well-known commentator, reformer and scholar of the subcontinent. His various writings played an important role in the reform of the Ummah. Tafsir Bayan-ul-Qurʾān is his unique work. In which translation and key points are very important. Bayan-ul-Qurʾān was completed in a period of about six years and was first printed in 1326 AH by publisher "Ashraf Al-Mutʾabe" Bhoon India. Tafsir Bayan-ul-Qurʾān has a relatively simple and smooth translation of the Holy Qurʾān which, despite being idiomatic, is also in complete harmony with the words of the Qurʾān. In this commentary, Maulana Thanwi has highlighted the characteristics and distinctions of the Holy Prophet (PBUH) under the

verses in honor of the Holy Prophet (PBUH). In this article, the characteristics and distinctions of Prophet (PBUH) have been described. Khasa'is-e-Rasool refers to the honored position and status given to the Holy Prophet (PBUH) in comparison to other Prophets and the common people of the Ummah. These features include the status of the Ummah of Prophet Muhammad (PBUH), the style of the Prophet's communication, the virtues of the Prophet Muhammad (PBUH), the Raf-e-Dhikr of Prophet (PBUH), the bestowal of Kawthar to him, and the distinctions of Surah Al-Duhʾa are included. The authors have clarified these characteristics in the light of Tafsir Bayan-ul-Qurʾān. Similarly, these features are also mentioned in other books of Ashraf Ali Thanwi

Keywords: Khasa'is-e-Rasool, Qurʾān, Reformation, Raf-e-Dhikr, Tafsir, Ummah

1. تعارف

دینی ادب کے حوالے سے برصغیر کی تاریخ پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اس خطہ ارضی نے مختلف اسلامی علوم وفنون کی آبیاری اور ان کو بلندی و عروج تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ترجمہ و تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت ،فلسفہ، علم الکلام، منطق اور اسلامی تاریخ، غرض یہ کہ اشاعت دین کے حوالے سے علوم دینیہ کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کو برصغیر کے اہل علم و دانش کی طرف سے بھرپور توجہ نہ ملی ہو اور پھر یہ کہ دینی ادب کسی ایک زبان کے اہل علم و تحقیق تک محدود نہیں بلکہ برصغیر میں بولی جانے والی تمام اہم زبانوں میں علوم اسلامیہ کے حوالے سے نمایاں کام ہوا ہے جن کا اعتراف بہت سے محققین نے کیا ہے۔

برصغیر کی علمی روایت و دینی ادب میں علوم و فنون کی مختلف اصناف میں سے جس صنف نے بھرپور توجہ حاصل کی وہ اردو ترجمہ و تفسیری ادب کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری ہے۔ مذکورہ اصناف کی روایت برصغیر میں بہت پختہ اور قدیم ہے۔ جس میں عقیدت و محبت کا عنصر بھی ہمیشہ شامل رہا ہے۔ برصغیر پاک وہند کی ایک عظیم شخصیت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۸۶۳ء۔۱۹۴۳ء) کی ہے جس کی تحقیقات نادر اور تجدیدی اصلاحات، مختلف النوع تصنیفات، خطبات، ملفوظات وغیرہ منظر عام پر آکر امت مسلمہ کی رہنمائی کا سبب بن رہے ہیں۔ موصوفؒ کی تفسیر بیان القرآن جو کہ ۱۹۰۵ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی اور اس کی باقاعدہ اشاعت ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ حضرت تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن کا اردو ترجمہ اور تفسیر نظم و نثر سمیت علم و ادب میں امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ موصوفؒ کی یہ ادبی کاوش ایک ایسے منارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے جس کی روشنی سے پوری دنیا منور ہوئی۔ تفسیر بیان القرآن میں متنوع مناہج واسالیب کو اختیار کیا گیا ہے۔ جنہیں مؤلفانہ، محدثانہ، متکلمانہ، مناظرانہ ،فقیہانہ اور ادیبانہ اسلوب کہا جاسکتا ہے۔ بالخصوص بیان القرآن کا ترجمہ بامحاورہ اس انداز سے کیا گیا ہے کہ آیت کا مفہوم واضح ہوتا چلا جاتا ہے اور قارئین میں یہ دلچسپی بھی پیدا کرتا ہے کہ مزید متعلقہ آیت میں پنہاں فقہی احکام، بصائر و حکم اور دروس وعبر وغیرہ سے مستفید ہونے کیلئے تفسیر کا مطالعہ بھی کیا جائے۔ مؤخر الذکر فقیہانہ اور متکلمانہ اسلوب ایک ایسا اسلوب ہے جس میں کلام الٰہی کو سمجھنا ہر ایک کیلئے آسان ہوتا ہے ۔ بیان القرآن کا اردو ترجمہ مندرجہ بالا تمام ادبی خصائص رکھتا ہے۔ حضرت تھانویؒ کا اردو ترجمہ قرآن مستند ترجمے کی حیثیت رکھتا ہے اور بڑے بڑے صاحبِ طرز ادیب اس کی ادبیت کے معترف ہیں اور تفسیری فوائد کے بیان میں لفظی فصاحت وبلاغت اور معنوی لطافت کی رعایت کے ساتھ عجیب وغریب حکیمانہ انداز بیان اختیار فرمایا گیا۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے شاگردوں کو ایک مرتبہ بخاری شریف کا درس دیتے وقت فرمایا تھا، میں ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ اردو کا دامن علم و تحقیق سے خالی ہے لیکن مولانا تھانویؒ کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے اپنی رائے میں ترمیم کرنا پڑی اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اردو بھی بلند پایہ علمی تحقیق سے بہرور ہے۔(1)

زیر بحث چند آیات کا ترجمہ و تفسیر عنوان "تفسیر بیان القرآن کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے خصائص و امتیازات" پیش کیے جاتے ہیں۔

2. رسول اللہ ﷺ کے خصائص و امتیازات:

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پوری کائنات کی اشیاء کے مقابلہ میں ایک امتیازی خصوصیت بخشی ہے بحیثیت بشر کے دو خصوصیات کا اجمالاً ذکر مراد ہے ایک منصب نبوت کے حوالے سے دوسرا عام انسان کی حیثیت سے۔

پہلی حیثیت سے چند نکات:

- انبیاء علیہم السلام میں سے محمد ﷺ کو آخری نبی کے طور پر معبوث فرمانا
- تمام جن و انس کے لیے معبوث فرمانا
- معراج کی نعمت سے نوازنا
- امام الانبیاء کا مرتبہ عطا فرمانا
- روز محشر آپ ﷺ کی سفارش پر ہی حساب و کتاب کا سلسلہ جاری فرمانا
- ہمیشہ محفوظ رہنے والی کتاب اور شریعت کا عطا فرمانا

دوسری حیثیت سے چند نکات:

- کائنات کی ہر چیز سے پہلے انسانی روح محمد ﷺ کی روح مقدس کو تخلیق فرمانا
- ولادت کے وقت نور کا نکلنا جس سے مشرق اور مغرب کے درمیان سب روشن ہو جانا
- پچیس سال کی عمر میں صدق و امانت، حسنِ معاملہ و اخلاق کے لحاظ سے باکمال تاجر بننا
- نبوت سے قبل اہل قریش کا امین کے لقب سے پکارنا
- نبوت کے بعد اسلام کی دعوت پر اہل مکہ کا ظلم و ستم اور اس پر آپ ﷺ کا صبر جمیل نیز اُن کے حق میں دعائیں فرمانا
- فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان فرمانا

مندرجہ بالا وہ خصائص ہیں جو یکجا آپ ﷺ کی ذات اقدس میں پائے گئے۔

اللہ رب العزت جو کہ تمام کائنات کے خالق اور مالک حقیقی ہیں اپنی تخلیق کردہ کائنات میں سے ایک مخلوق کو اشرف ٹھہرایا وہ انسان کی ذات ہے۔ پھر انسانوں میں سب سے عظیم انسان انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات ہے۔ انبیاء کرامؑ میں سب سے عظیم حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس کو ٹھہرایا۔ حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس جیسا دنیا میں نہ پہلے کوئی انسان آیا نہ قیامت تک آئے گا۔ امت محمد ﷺ جیسی عظیم امت پہلے موجود نہ تھی۔ خالقِ کائنات نے اس کی وجہ خود بیان فرمائی ہے۔

---

1 Thanawi, Ashraf Ali, Maulana, Tafsir Bayan-ul-Quran, Maktaba Rahmaniya Lahore, Vol:1, First Letter, P:2

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (2)

"تم ایک بہترین امت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کیلئے ظاہر کی گئی ہو، نیکی کا حکم کرتی ہو اور برائی سے روکتی ہو۔"

اللہ رب العزت نے اس امت کو منصب نبوت جیسے امور عطا فرمائے ہیں۔ پھر اس امت کو خالق نے پابند بنا دیا حضرت محمد ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کا۔ ارشاد باری تعالیٰ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (3)

"پس رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔"

اسی طرح آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کی اتباع کو اللہ رب العزت کے ہاں محبوب بننے کا معیار قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰہُ (4)

"کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو، پھر اللہ رب العزت تمہیں محبوب رکھے گا۔"

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ االلهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِہٖ۔ (5)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔"

اتباع سنت کی اہمیت کے پیش نظر قرآن حکیم اور ذخیرہ احادیث مبارکہ میں سیرت کے مباحث کا بیان ہے۔ دین اسلام کا دوسرا بنیادی ماخوذ سیرت نبوی ﷺ ہے۔ نفوس انسانی کا تزکیہ اور کردار کی تعمیر میں سب سے موثر اور افعال قوت اسوہ رسول ﷺ ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تفسیر بیان القرآن میں آیاتِ سیرت کی روشنی میں منصب رسالت، امور رسالت، تسلیہ رسول ﷺ، تقلید رسول، محمد ﷺ کی نبوت عامہ، محمد ﷺ کی فضیلت عامہ، محمد ﷺ کا خلق عظیم اور دیگر پہلوؤں کا تذکرہ منفرد منہج واستدلال اپناتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

ذیل میں ان چند آیات کا مطالعہ کرنے کی سعادت سے بہرہ مند ہونے جا رہے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

---

2 Al-e-Imran 2:1
3 Al-Ahzab 33:21
4 Al-e-Imran 3:31
5 Malik, Mu'ta, Kitab Al-Qadr, Bab Al-Nahi aan al-Qawl Bil-Qadr, Rakam-Hadith:685

2.1. خطاب عام بوجوب رسالت محمد ﷺ وتسلیہ رسول ﷺ:

إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ بِٱلۡحَقِّ بَشِيرٗا وَنَذِيرٗاۖ وَلَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ أَصۡحَٰبِ ٱلۡجَحِيمِ۔ (6)

"ہم نے آپ کو ایک سچا دین دے کر بھیجا ہے خوشخبری سناتے رہیے اور ڈراتے رہیے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس نہ ہو گی"۔

اے رسول ﷺ ہم نے آپ کو ایک سچا دین دے کر (خلق کی طرف) بھیجا ہے کہ (ماننے والوں کو) خوشخبری سناتے رہیے اور (نہ ماننے والوں کو سزا سے) ڈراتے رہیے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس نہ ہو گی (کہ ان لوگوں نے کیوں نہیں قبول کیا اور کیوں دوزخ میں گئے آپ اپنا کام کرتے رہیے آپ کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی کیا فکر)۔

ما قبل یہود کی چالیس قباحتیں جن میں سے بعض میں نصاریٰ بھی شریک ہیں بیان فرمائی گئیں آگے یہ بتلانا مقصود ہے کہ ایسے ہٹ دھرم لوگوں سے امید ایمان نہ رکھنا چاہیے سو یہ مضمون ماسبق کا نتیجہ بھی ہے جس سے ان کے قبائح مذکورہ کی اور تاکید ہو گئی کہ جو شخص ایسا کج طبع ہو اُس کی کجی کم ہو جاتی ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا ازالہ فکر و غم بھی ہے کہ آپ اُن کے عام طور پر ایمان نہ لانے سے مایوس نہ ہو جایئے اور پریشانی اور کلفت دل سے دور کیجئے تو اس مضمون میں تسلی کی بھی تاکید ہو گئی۔(7)

كَمَآ أَرۡسَلۡنَا فِيكُمۡ رَسُولٗا مِّنكُمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمۡ تَكُونُواْ تَعۡلَمُونَ۔ (8)

"جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک رسول کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی۔"

یعنی ہم نے کعبہ کو قبلہ مقرر کرکے حضرت ابرہیم السلام علیہ کی ایک دعا جو درباب مقبولیت بناء کعبہ تھی اس طرح قبول کی) جس طرح (اُن کی دوسری دعا جو درباب بعثت محمد یہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تھی قبول کی کہ) تم لوگوں میں ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا (جو کہ) تم ہی میں سے (ہیں اور وہ) ہماری آیات (واحکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور (خیالات ورسوم جہالت سے) تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب (الہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی (اور نہ کتب سابقہ یا عقل ان کے لیے کافی تھی) اور اسی شان کے رسول کے مبعوث ہونے کی ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی سو اس کا ظہور ہو گیا۔(9)

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کی تعلیم کے بعد ایک تعلیم اور بھی ضروری ہے جس کے بغیر صحیح فوائد حاصل نہیں ہو سکتے اور وہ تعلیم اولیاءاللہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔(10)

---

6 Al-Baqrah 2:119
7 Thanwi, Ashraf Ali, Maulana, Tafsir Bayan-ul-Quran, Pak Company Urdu Bazaar, Lahore, P:37
8 Al-Baqrah 2:151
9 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:48
10 Tafsir Bayan-ul-Quran, Tasheel Masail Salook, Maulana Fazl-ur-Rahim Ashrafi, Iqra Ashrafia Company, Urdu Bazaar, Lahore, P:29

دور جدید میں وقت نکالنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے ان کی صحبت میں رہیں۔ہاں اتنا ہر انسان کر سکتا ہے کہ اپنے روزانہ کے معمولات میں سے کچھ وقت ان کی تعلیمات کو پڑھنے کے لیے مختص کر دے تو ان شاء اللہ ہر انسان نیک سیرت بن جائے گا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًاۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ

وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا o وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلاً كَبِيْرًا۔(11)

”اے نبی ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں اور مومنین کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔“

ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ (قیامت کے روز امت کے اعتبار سے خود سرکاری) گواہ ہوں گے (کہ آپ کے بیان کے موافق ان کا فیصلہ ہو گا کما قال اِنَّـآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاہِدًا عَلَيْكُمْ اور ظاہر ہے کہ خود صاحب معاملہ کو دوسرے فریق اہل معاملہ کے مقابلہ میں گواہ قرار دینا اعلیٰ درجہ کا اکرام اور علوشان ہے اس علوشان کا قیامت کے روز ظہور ہو گا) اور (دنیا میں جو آپ کی صفات کمال ظاہر ہیں وہ یہ ہیں کہ) آپ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں اور (عام طور پر سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں (اور یہ تبشیر وانذار ودعوت تو تبلیغاً ہے) اور (یوں خود اپنی ذات وصفات وکمالات وعبادات وعادات وغیرہ مجموعی حالات کے اعتبار سے) آپ (سر تاپا نمونہ ہدایت ہونے میں بمنزلہ) ایک روشن چراغ (کے) ہیں (کہ آپ کی ہر حالت طالبان انوار کے لیے سرمایہ ہدایت ہے پس قیامت میں ان مومنین پر جو کچھ رحمت ہو گی وہ آپ ہی کی ان صفات بشیر ونذیر وداعی وسراج منیر کے واسطہ سے ہے پس آپ اس غم وپریشانی کو الگ کیجئے) اور (اپنے منصبی کام میں لگیے یعنی) مومنین کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔(12)

2.2. اثبات رسالت وفضیلت رسول ﷺ:

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًاؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ (13)

”اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں“۔

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، اور (اگر کوئی منافق کافر انکار کرے تو اُس کے انکار سے نفی نبوت کی کب ہو سکتی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (آپ کی رسالت کے) گواہ کافی ہیں (جنہوں نے قولی وفعلی شہادت دی ہے قولی تو مثلاً یہی جملہ وماارسلنٰک اور فعلی یہ کہ معجزات جو دلیل اثباتِ نبوت میں آپ کو عطا فرمائے)۔

11 Al-Ahzab 33:47
12 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:829
13 Al-Nisa, 4:79

ربط: اوپر اثبات تھا رسالت کا آگے رسالت کے حق کا کہ وجوبِ اطاعت ہے اور مخالفین کی عدم اطاعت پر آپ کی تسلی بھی فرماتے ہیں۔

فائدہ: تمام لوگوں میں جن اور انسان دونوں آگئے جیسا من الجنۃ والناس کو بیان کہا گیا ہے الناس کا جو صدور الناس میں ہے پس اس میں بیان ہے حضور ﷺ کی بعثت عامہ کا جو قرآن وحدیث میں اور جگہ بھی مذکورہ ومنصوص اور عقیدہ قطعی ہے۔(14)

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔(15)

"وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندہ کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے رونقیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلادیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے، بڑے دیکھنے والے ہیں۔"

وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندہ (محمد ﷺ) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی اور دوسری دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں (دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں دنیوی برکت یہ کہ وہاں اشجار وانہار وپیداوار کی کثرت ہے۔ غرض اس مسجد اقصیٰ تک عجیب طوراس پر واسطے لے گیا تاکہ ہم ان (بندہ) کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں (جن میں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا ان کی باتیں سننا وغیرہ ذلک مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیر دیکھنا) بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول مقبول ﷺ کے اقوال کو سنتے احوال کو دیکھتے تھے اس لیے ان کو اسطرح مکرم ومقرب بنایا)۔ (16)

حقیقت کے اعتبار سے ہر پیغمبر کو معراج ہوئی ہے کیونکہ معراج کی حقیقت ہے قرب حق اور ظاہر ہے کہ قرب حق جملہ انبیاء کو حاصل تھا۔ باقی ہمارے حضور ﷺ چونکہ صورت وحقیقت کے جامع ہیں اس لیے آپ ﷺ کو معراج بصورت عروج ہوئی جس میں حقیقت اور صورت دونوں کو جمع کر لیا گیا ہے پھر آپ ﷺ کو معراج میں جس طرح عروج تھا تنزول بھی تھا اور نزول میں بھی صورت معنی دونوں مجمع تھے صورت تو یہ کہ آپ ﷺ بلندی سے زمین کی طرف تشریف لائے اور حقیقت یہ کہ فنا کہ بعد تھا حاصل ہوا اور یہ نزول ہے جس کو اہل سلوک جانتے ہیں۔(17)

حضرت تھانویؒ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نے رام پور میں مجھ سے دریافت کیا کہ معراج کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے جواب دیا کہ جناب رائے تو کسی اہل رائے سے پوچھئے۔ ہاں یوں کہیے کہ تمہارا اس باب میں مذہب کیا ہے۔ چنانچہ میرا مذہب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو بیداری میں اور جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔(18)

---

14 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:191
15 Bani Israeel 71:1
16 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:555
17 Thanwi, Ashraf Ali, Maulana, Khutbaat Hakim-ul-Umat, Edarah Talifat-e-Ashrafia, Multan, Vol:2, P:366
18 Thanwi, Ashraf Ali, Maulana, Malfoozat Hakim-ul-Umat, Edarah Talifat-e-Ashrafia, Multan, Vol:12, P:213

واقعہ معراج کو موصوف ؒ نے اپنی سیرت کی کتاب نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ فصل نمبر بارہ میں تفصیلاً مع فوائد متعلقہ کے "تحقیقات" "دفع اشکالات" کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (19)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ۔ (20)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں"

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (یعنی جو لوگ رسول اللہ ﷺ سے علاقہ اولاد نہیں رکھتے جیسا رجالکم کی اضافت سے قطع اضافت آپ سے مقصود ہے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ ایسی ابوت (یعنی باپ) حاصل نہیں جو کسی دلیل صحیح سے موجب تحریم اُس کی زوجہ کی ہو جاوے، پھر جب طعن کا مبنی ہی باطل ہے تو مبنی بھی محض فاسد ہے) لیکن (ہاں ایک دوسری ابوۃ روحانی بے شک حاصل ہے چنانچہ) آپ اللہ کے رسول ہیں (اور رسول روحانی مربی ہونے سے اب روحانی ہوتا ہے) اور (اس ابوۃ روحانیہ میں اس درجہ کامل ہیں کہ سب رسولوں سے اکمل وافضل ہیں۔ چنانچہ آپ سب نبیوں) کے ختم پر ہیں۔ (اور جو نبی ایسا ہو گا وہ ابوۃ روحانیہ میں سب سے بڑھ کر ہو گا۔ کیونکہ اوروں کی تربیت تو غیر موبد ہو گی اور خاتم کا دورہ نبوت اگر اور انبیاء کے زمانہ سے زیادہ بھی نہ ہوتا تب بھی ابوۃ کی تقویت کیفیہ کے لیے نفس تابید ہی کافی ہو جاتی جب زمانہ بھی اوروں سے زیادہ ہو گیا تو تقویت کمیہ بھی منضم ہو کر زیادت قوت ہو گئی اور اگر عموم بعثت پر بھی لحاظ کیا جاوے تو اور زیادہ قوت ثابت ہو گئی۔ مطلب یہ کہ ابوۃ جسمانیہ تو ہے نہیں جو موجب اعتراض ہوتی البتہ ابوۃ روحانیہ بدرجہ کمال ہے اور وہ خود قاطع اعتراض ہے کیونکہ نبی کا اعتقاد اور اس کے لیے انقیاد فرض ہے۔(21)

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (22)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر ؐ پر۔ اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو"۔

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اس پیغمبر ﷺ پر اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہے ادا ہو)۔ (23)

مذکورہ آیت کے دوسرے حصے کی تفسیر ایک جگہ یوں بیان کرتے ہیں۔ اگر کہو کہ ہم درود شریف پڑھتے ہیں حضور اقدس ﷺ کو نفع ہوا ہے تو میں کہتا ہوں کہ حضور والا کو اتنا نفع نہیں ہوتا جتنا آپ لوگوں کو ہوتا ہے۔ ہمیں ارشاد ہے حق تعالیٰ کا کہ "اے ایمان والو! آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو"۔

---

19 Thanawi, Ashraf Ali, Maulana, Nashr-ul-Tayyib Fi Zikr-un-Nabi Al-Habib, Islami Kotab Khanah, Urdu Bazaar, Lahore, P:38-39
20 Al-Ahzab 40:33,
21 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:827
22 Al-Ahzab 33:56
23 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:834

اگر آپ اپنے نوکر سے کہیں کہ یہ ہزار روپے ہیں ہم سے کہو کہ ہم اپنے بیٹے کو دے دیں تو اس نوکر کے مقبول بنانے کو اور اس کی عزت بڑھانے کو یہ صورت تجویز کی ہے نہ کہ بیٹا روپے ملنے میں اس نوکر کا محتاج ہے اگر نوکر نہ بھی کہے تب بھی روپیہ بیٹے کے لیے تجویز کر لیا گیا ہے۔

صرف نوکر کی عزت افزائی کے لیے ایسا کیا ہے یہی حال درود شریف کا ہے کہ حق تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ رحمت کی دعا کرو رسول اللہ ﷺ کے لیے۔ رحمت بھیجنا تو منظور ہی ہے (خواہ درود بھیجیں یا نہ بھیجیں)۔ (24)

گویا معلوم ہوا کہ ایک مسلمان نبی ﷺ پر درود و سلام پڑھ کر اپنے لیے ہی دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرتا ہے۔

وَالضُّحٰیۙ o وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰیۙ o مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰیؕ o وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰیؕ o وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰیؕ o اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰی o وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی o وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰیؕ o فَاَمَّا الۡيَتِيۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡؕ o وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡؕ o وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۔ (25)

”قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ دشمنی کی اور آخرت آپ کیلئے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو دے گا اس پر آپ خوش ہو جاویں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانہ دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے خبر پایا سو راستہ بتلایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادر پایا سو مالدار بنا دیا تو آپ یتیم پر سختی نہ کیجئے اور سائل کو مت جھڑکیے اور اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے“

سبب نزول اس کا یہ ہے کہ آپ ایک بار کسی بیماری کی وجہ سے تین شب نہیں اٹھے ایک کافرہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تم کو چھوڑ دیا اور اتفاق سے وحی آنے میں بھی دیر ہو گئی تھی اس پر دوسرے مشرکین نے بھی کہا کہ ان کے رب نے ان کو چھوڑ دیا اس پر والضحیٰ الخ کا نزول ہوا۔ قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑے (قرار پکڑنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک حقیقی یعنی اس کی ظلمت کا کامل ہو جانا کہ اس سے پہلے خوب چہل پہل تھی دوسرے مجازی یعنی جانداروں کا اس میں سو جانا اور چلنے پھرنے اور بولنے کی آوازوں کا ساکن ہو جانا۔ آگے جواب قسم ہے) کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ (آپ سے) دشمنی کی (کیونکہ اول تو آپ سے کوئی بات ایسی نہیں ہوئی ثانیاً حضرات انبیاء علیہم السلام کے واسطے یہ امر عادۃ اللہ میں محال ہے پس آپ کفار کے خرافات ولغویات سے غمگین نہ ہو جایئے آپ برابر نعمت وحی سے مشرف رہیں گے اور یہ مشرف وکرامت تو آپ کے لیے دنیا میں ہے) اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے (پس وہاں آپ کو اس سے زیادہ نعمتیں ملیں گی) او عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا سو آپ (ان کے عطا ہونے سے) خوش ہو جاوینگے (او مقسم بہ کو بشارت سے مناسبت یہ ہے کہ وحی کا تتابع وابطاء مشابہ لیل ونہار کے تبدل کے ہے اور دونوں متضمن حکمت کو ہیں پس جیسا ایک تبدل ولیل تودیع وعداوت کی نہیں اسی طرح دوسرا تبدل بھی اور دوسری بشارت مکمل ہے اسی عدم وتودیع کی پس مقسم بہ کو بواسطہ اس کے سب سے مناسبت ہوئی آگے بعض نعمتوں سے مضمون مذکور استشہاد ہے یعنی) کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر (آپ کو) ٹھکانا دیا (چنانچہ سیر میں ہے کہ آپ شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد کی وفات ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا سے پرورش کرایا پھر جب آپ آٹھ برس کے

24 Thanawi, Khutbaat Hakim-ul-Umat, Vol:5, P:137-138
25 Al-Zuha 93:1-11

ہوئے ان کی بھی وفات ہوگئی تو آپ کے چچا سے پرورش کرایا ٹھکانا دینے کا مطلب یہی ہے) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپ کو شریعت کا) راستہ بتلایا (کقولہ تعالیٰ ما کنت تدری ما لکتب ولا الایمان۔ الخ)(26) اور وحی سے پہلے شریعت کی تفصیل معلوم نہ ہونا کوئی منقصت نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار پایا سو مالدار بنا دیا (اس طرح کہ حضرت خدیجہؓ کے مال میں آپ مضارب ہوئے اور اس میں نفع ملا پھر حضرت خدیجہؓ نے آپ سے نکاح کر لیا اور تمام مال حاضر کر دیا مطلب یہ کہ آپ ابتدا سے مورد انعامات رہے ہیں آئندہ بھی رہیں گے۔ ان انعامات پر ادائے شکر کا حکم ہے کہ جب ہم نے آپ کو یہ نعمتیں دی ہیں) تو آپ (اس کے شکریہ میں) یتیم پر سختی نہ کیجئے اور سائل کو مت جھڑکیے (یہ تو شکر فعلی ہے) اور اپنے رب کے انعامات (مذکورہ) کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے (یعنی زبان سے بھی قولی شکر کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان کیا ہے یا تو مجموعہ لا تقھر، لا تنھر، فحدث کو مجموعہ نعم پر مرتب کیا جاوے جس کا حاصل یہ ہو گا کہ خالق نے آپ کے ساتھ احسان جسمانی وروحانی کیا ہے۔ آپ اس کی مخلوق پر احسان کیجئے۔ (27)

قال اللّٰہ تعالیٰ وَ وَجَدَکَ ضَالاً فَھَدٰی یہاں ضلال کے وہ معنی نہیں جو اردو محاورہ میں مستعمل ہیں کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اس کا محاورہ جدا ہے۔ سو عربی میں اسکے معنیٰ مطلق ناواقفی کے ہیں اور وہ اپنی دونوں قسم کو عام ہے۔ ایک وہ جو احکام آنے کے قبل ہو ایک وہ جو احکام کے معارضہ میں ہو۔ دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہیں کیونکہ نبوت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قبل از نبوت وہ معلوم نہیں ہوتے۔ (28)

فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے لیکن آپ اس آیت کا ترجمہ کر دیجئے۔ وَوَجَدَکَ ضَالاً فَھَدٰی۔ میں نے کہا۔ ترجمہ: اس کا یہ ہے کہ پایا آپ کو ناواقف پس واقف بنا دیا۔ یہ ترجمہ سن کر وہ بالکل خاموش ہو گئے میں نے کہا اب جو کچھ پوچھنا چاہتے تھے پوچھئے۔ کہنے لگے اب تو کچھ بھی نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ آپ کو غالباً ترجمے میں لفظ گمراہ دیکھ کر شبہ ہوا ہے۔ سو سمجھئے لفظ گمراہ ہماری اصطلاح میں اس شخص پر اطلاق کیا جاتا ہے جو باوجود راہ حق کے معلوم ہونے کے پھر اس راہ سے بے راہ ہو۔ بخلاف عربی اور فارسی کے کہ اس میں لفظ ضلال اور گمراہی عام ہے اس بے راہی کے بعد جو بعد راہ بتلانے کے ہو اور اس ناواقفی راہ کو بھی جو قبل راہ بتلانے کے ہو۔ (29)

اسی طرح وَوَجَدَکَ ضَآ لاًّ فَھَدٰی کی تفسیر ایک وعظ میں آپ ﷺ کی کمال ہدایت کا تزکرہ کرتے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ نے خود آپ کی تعلیم وتربیت کا اہتمام فرمایا تو ضرور ہے کہ اس کا درجہ بھی کامل ہو چنانچہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کا علم کتنا کچھ کامل تھا۔ بھلا جس نے بچپن میں کسی استاد سے ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو نہ ایک حرف لکھا ہو اس کے علم کی یہ حالت کہ تمام دنیا کو علم سکھلا دیا۔ عرب کے جاہلوں کو ارسطو وافلاطون سے زیادہ حکیم بنا دیا یہ کمال ہدایت نہیں تو کیا ہے۔ (30)

26 Al-Shoora 52:42
27 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:1144-1145
28 Nasher-ul-Taeeb Fi Zikril Nabi-e-alhabib (PBUH), P:211
29 Thanawi, Ashraf Ali, Maulana, Malfuzat Hakim-ul-Umat, Edarah Talifat-e-Ashrafia, Multan, Vol:3, P:141
30 Thanawi, Khutbaat Hakim-ul-Umat, Vol:30, P:311

2.3. رسالت وکمالات رسالت مع اظہار جلادت:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ o فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (31)

"بعد اس کے اللہ ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبعیت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ اُن کو معاف کر دیجئے اور آپ اُن کے لیے استغفار کر دیجئے اور اُن سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے، پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں سو اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں"۔

بعد اس کے (کہ ان صاحبوں سے ایسی لغزش ہوئی کہ آپ کو ان پر حق ملامت حاصل تھا) اللہ ہی کی رحمت کے سبب (جو کہ آپ پر ہے) آپ ان کے ساتھ نرم رہے (اس نرم اخلاقی کو رحمت کا سبب اس لیے فرمایا کہ خوش اخلاقی عبادت ہے اور عبادت کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے) اور اگر آپ (خدانخواستہ) تند خو سخت طبعیت ہوتے تو یہ (بیچارے) آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے (پھر ان کو یہ فیوض وبرکات کیسے میسر ہوتے) سو (جب آپ نے ان کے افاضہ کے لیے ان کے ساتھ برتاؤ میں ایسی نرمی اختیار فرمائی تو آپ کے حکم میں جو ان سے کوتاہی ہوئی اس کو) آپ (دل سے بھی) ان کو معاف کر دیجئے اور (جو کچھ ان سے اللہ تعالیٰ کے حکم میں کوتاہی ہوگئی اس میں) آپ ان کے لیے (حق تعالیٰ سے) استغفار کر دیجئے (گو اللہ تعالیٰ نے اس لغزش کو معاف فرمادیا ہے مگر آپ کا استغفار فرمانا یہ علامت ہوگی آپ کی زیادہ شفقت کی جس سے ان کی اور زیادہ تسلی ہوگی) اور (بدستور) ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے (تاکہ اس سے اور دونا ان کا جی خوش ہو) پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کر لیں (خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو اللہ تعالیٰ پر اعتماد (کرکے اس کام کو کر ڈالا) کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں۔ (32)

نرم خوئی کو رحمت کا سبب اس لیے فرمایا کہ خوش اخلاقی عبادت ہے اور عبادت کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے۔(33)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ۔(34)

"اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں کتاب میں سے جن امور کا تم اخفاء کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں اور بہت سے امور کو واگزاشت کر دیتے ہیں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور ایک کتاب واضح"۔

(اے اہل کتاب (یعنی یہود ونصاریٰ) تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (محمد ﷺ) آئے ہیں (جن کے علم کی تو یہ شان ہے کہ) کتاب (کے مضامین) میں سے جن امور (علمیہ) کا تم اخفاء کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو (جن کے اظہار میں کوئی مصلحت شرعی بھی ہوتی

---

31 Al-e-Imran 3:159
32 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:145
33 Tasheel Masail Salook, P:90
34 Al-Maida 5:15

ہے باوجود ظاہراً تحصیل علوم نہ فرمانے کے محض وحی سے مطلع ہوکر) تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں اور (خوش اخلاقی کی جو کہ شعبہ ہے لطافت قوت عملیہ کا یہ حالت ہے کہ جن اُمور کا تم اخفاء کرتے ہو ان میں سے) بہت سے (باوجود اطلاع کے اظہار سے) واگزاشت کر دیتے ہیں (غرض تمہاری دینی خیانت ہی کے متعلق جو آپ کا برتاؤ ہے وہی دلالت علی النبوۃ کے لیے بس ہے پھر ضرور تصدیق کرنا چاہیے۔ اور ان رسول کے ذریعہ سے) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور (وہ) ایک کتاب واضح (ہے یعنی قرآن مجید جو کہ علاوہ دلیل نبوت ہونے کے خود اُن اوصافِ ذاتی سے موصوف ہے۔(35)

مذکورہ آیت کی ایک توضیح دوسری جگہ یوں بیان کرتے ہیں کہ کتاب میں ظہور اور اظہار دونوں ہوتے ہیں اور نور میں بھی دونوں ہوتے ہیں۔ لیکن ایک فرق ہے کہ نور پر جب اول بار نظر ہوتی ہے تو یہ نیت اور خیال بھی نہیں ہوتا کہ وہ خود نظر آیا ہے مثلاً نور سے کتاب دیکھیں تو اس طرف ذہن بھی نہیں گیا کہ ہم کو اول نور نظر آیا ہے پھر اس کے ذریعہ سے کتاب نظر آئی ہے بلکہ اس میں اول ہی سے مظہر کی شان ظاہر ہوتی ہے برخلاف کتاب کے کہ اوّل یہی نیت ہوتی ہے کہ وہ خود سمجھ میں آوے۔ پھر سمجھ میں آنے کے بعد ان مضامین سے دوسری جگہ کے احکام منکشف کئے جاتے ہیں تو نور کی شان میں تو اظہار غالب ہے اور کتاب میں ظہور غالب ہے۔(36)

گویا اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو بانزلہ نور کی اور قرآن مجید کو نور کے اظہار و ظہور کی خاصیت بخشی ہے۔ اسی طرح کہیں قرآن مجید کو بھی نور قرار دیا گیا ہے۔ الغرض قرآن وسنت ہی انسانی ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ۔(37)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کچھ معاوضہ نہیں چاہتا یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے"

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کچھ معاوضہ نہیں چاہتا (جس کے ملنے سے نفع اور نہ ملنے سے ضرر ہو بے غرض نصیحت کرتا ہوں) یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے (جس کو ماننے سے تمہارا ہی نفع اور نہ ماننے سے تمہارا ہی نقصان ہے۔(38)

آپ ﷺ سے قبل جتنے بھی انبیاء آئے انہوں نے بھی تبلیغ احکام الٰہی پر کوئی معاوضہ نہیں لیا تھا اور اسی طرح نبی ﷺ کی سیرت بھی اس آیت سے یہی واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی غرض بھی قرآن کے ذریعے سے لوگوں کو نصیحت کرنا تھی اور دنیا و آخرت کی کامیابی کی راہیں دکھانا تھی کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرکے یہ انسان نفع حاصل کرسکتا ہے اور جبکہ نافرمانی میں اسی کا ہی نقصان ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔(39)

اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لیے"۔

35 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:228
36 Thanwi, Khutbaat Hakim-ul-Umat, Vol: 5, P:142
37 Al-Inaam 6:90
38 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:287
39 Al-Anbiya 21:107

اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دے کر) آپ کو اور کسی ذات کے واسطے رسول بنا کر نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر (اپنی) مہربانی کرنے کیلئے (وہ مہربانی یہی ہے کہ لوگ رسول سے ان مضامین کو قبول کریں اور ہدایت کے ثمرات حاصل کریں اور جو قبول نہ کرے یہ اس مضمون کی صحت میں کوئی خلل نہیں پڑتا)۔

اگرچہ اس تفسیر میں جو اوپر بیان کی گئی ہے کوئی اشکال متوجہ نہیں ہوتا یہاں ایک طالب علمانہ اشکال ہے، وہ یہ کہ حضور ﷺ جب رحمتہ اللعالمین ہیں تو ابو جہل پر بھی کچھ رحمت ہونی چاہیے کیونکہ عالمین میں تو وہ بھی داخل ہے۔ یہ تو ہوا اشکال اب اس کا جواب سنئیے۔ یہاں رحمت سے مراد رحمت تبلیغ وارسال ہے۔ نجات و آخرت کے اعتبار سے نہیں۔ دلیل یہ ہے کہ الا رحمتہ اس جگہ ارسال کی غایت ہے یہ اس کا قرینہ ہے کہ یہاں رحمت سے وہی مراد ہے جو ارسال پر مرتب ہوتی ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ ہم نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے اس سے اہل عالم پر مہربانی کرنا منظور ہے کہ آپ ﷺ کے ذریعے سے لوگوں کی طرف وحی پہنچائیں اور ظاہر ہے کہ یہ رحمت تمام عالم کو ہے کوئی فرد و بشر اس سے محروم نہیں۔ چاہے کوئی ہدایت قبول کرے یا نہ کرے۔[40]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مقبولین کی برکات بلا ان کے قصد کے تمام عالم کو پہنچتی ہیں جیسے آفتاب کی شعاعیں بدون اس کے قصد و علم کے سب کو پہنچتی ہیں۔[41]

گویا ایک وعظ میں وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ رَحْمَۃً الْعَالَمِیْن کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے یعنی نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد ﷺ مگر جہانوں کی رحمت کے واسطے دیکھئے عالمین میں کوئی تخصص انسان غیر انسان یا مسلمان غیر مسلمان کی نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا وجود باوجود ہر شے کے لیے باعث رحمت ہے۔ خواہ وہ جنس بشر سے ہو یا غیر جنس بشر سے اور خواہ حضور سے زمانہ متاخر ہو یا متقدم۔[42]

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَo اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۔[43]

"شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر اپنی جان دے دیں گے اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جاویں"۔

اور یہ لوگ جو اس پر ایمان نہیں لاتے تو آپ اتنا غم کیوں کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے) شاید آپ اُن کے ایمان نہ لانے پر (تاسف کرتے کرتے) اپنی جان دے دیں گے (اصل یہ ہے کہ یہ عالم ابتلاء ہے اس میں حق کے اثبات پر وہی دلائل قائم کیے جاتے ہیں جن کے بعد بھی ایمان لانا عبد کے تحت اختیار میں رہتا ہے۔ ورنہ) اگر ہم (الجاء واضطراراً اُن کو مومن کرنا) چاہیں تو اُن پر آسمان سے ایک (ایسی) بڑی نشانی نازل کر دیں (کہ اُن کا اختیار ہی بالکل سلب ہو جاوے) پھر اُن کی گردنیں اس نشانی (کے آنے) سے پست ہو جاویں (اور بالاضطرار مومن بن جاویں لیکن ایسا کرنے سے ابتلاء باقی نہ رہے گا اس لیے ایسا نہیں کیا جاتا اور امر بین القدر والجبر رہتا ہے۔[44]

40 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:650
41 Tasheel Masail Salook, P4294
42 Thanwi, Khutbaat Hakeem-ul-Umat, Vol:5, P:54
43 Al-Shoera 26:3-4
44 Tafseer Biyan-ul-Quran, P723

اللہ رب العزت مخلوقات میں سے انسان اور جنات کو یہ اختیار بخشا کہ چاہے تو وہ اللہ اور اُس کے رسول کا پابند ہو کر زندگی گزارے یا پھر اس کے برعکس یعنی نافرمانی والی زندگی گزارے۔

2.4. حصر فلاح ونجات در اتباع محمدی ﷺ بدورہ اخیر ومدح متبعین:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔(45)

”جو لوگ ایسے رسول نبی اُمی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں سو جو لوگ اس نبی امی پر ایمان لاتے ہیں اوران کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ایسے لوگ پوری طرح فلاح پانے والے ہیں“۔

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے حلال بتاتے ہیں (گو وہ پہلے شرائع میں حرام تھیں) ان کو دور کرتے ہیں (یعنی ایسے احکام ان کی شریعت میں منسوخ ہو جاتے ہیں) سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا (مراد اس سے قرآن ہے) اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں (کہ عذاب ابدی سے بچے رہیں گے)۔(46)

مذکورہ آیت سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کا تذکرہ سابقہ کتب میں موجود تھا۔ اور منصب نبوت بھی واضح ہوتا ہے کہ انسان پاکیزہ اور حلال چیزوں کو استعمال میں لائے۔ اور نبی ﷺ کی حمایت واتباع کو ہی کامیابی کا واحد ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔(47)

”پس رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے“۔

فرماتے ہیں کہ حضور کی ہر حالت قابل اقتدا ہے اور ایک حالت آپ کی یہ بھی ہے جسکا اس وقت مفصل بیان ہوا۔ یعنی سفر آخرت کا آپ کیلئے نعمت ورحمت ہونا تو اس میں بھی ہے ہمیں اقتدا کرنی چاہیے اور وہ اقتداء یہ ہے کہ ہم اپنی حالت ایسی درست کریں کہ موت ہمارے لیے بھی نعمت ورحمت ہو جاوے اور اس لیے وہ ہم کو حیات سے زیادہ مرغوب ومحبوب وموجب راحت ولذت ہو جائے اور اسکی کراہت ووحشت عقلیہ باقی نہ رہے اور اسکا طریق مرکب ہے دو جزو سے ایک جزو اعمال وعقائد کا درست کرنا ہے دوسرا جزو اس بیان کیے ہوئے مضمون کا بار بار مستحضر کرنا اور اس کا مراقبہ کرنا ہے تاکہ دنیا میں جو ہمارا دل لگا ہوا ہے اس میں کچھ کمی ہو اور موت سے وحشت کم ہو کیونکہ میں نے بتلا دیا کہ

45 Al-Araf 7:187
46 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:344
47 Al-Ahzab 61:33

مسلمان کو موت کے بعد جو حیات حاصل ہوتی ہے وہ اس حیات سے بدرجہا افضل واکمل وادوام ہے اور جس کو تم موت کہتے ہو حقیقت میں وہ بھی ایک قسم کی ولادت ہے۔ (48)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۔ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ (49)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول کرلے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔"

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو (یعنی ہر امر میں اس کی اطاعت کرو) اور (بالخصوص کلام کرنے میں اس کی بہت رعایت رکھو کہ جب بات کرنا ہو) راستی کی بات کہو (جس میں عدل اور اعتدال سے تجاوز نہ ہو) اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ میں) تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے دے گا (کچھ ان اعمال کی برکت سے کچھ توبہ کی برکت سے جو تقویٰ اور قول سدید میں داخل ہے) اور (یہ ثمرات مذکورہ اطاعت پر ہیں اور اطاعت وہ چیز ہے کہ) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔ (50)

انسان جب طریقہ نبوی ﷺ کے مطابق قول سدید کہے گا تو تب ہی اعمال کی قبولیت اور گناہوں کی مغفرت کروا پائے گا۔ اس میں تین باتوں کا خیال رکھا جائے۔ (الف) نیت درست ہو (ب) بات جو کر رہے ہیں وہ حق ہو یعنی سچی ہو (ج) نبوی طریقہ پر ہو۔

3. خلاصۂ بحث:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر بیان القرآن تمام علوم متعلقہ کی جامع اور تفسیری علوم کی نادرہ روزگار تفسیر ہے۔ اس کی افادیت و نافعیت عوام سے لے کر اہل علم و کمال تک کیلئے کارآمد اور مفید ہے۔ یہ تفسیر قرآن کے مشکلات کے حل کرنے میں بے نظیر نظر آتی ہے۔ قرآن مجید کے مطالب واضح ہوتے جاتے ہیں جس سے تمام شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ بظاہر تو یہ تفسیر سلف کی تفاسیر سے ماخوذ ہے لیکن حقیقت میں موصوف کے فہم قرآن کا ثبوت اور علوم تفسیر یہ سے آپ کی مناسبت تامہ کی روشن دلیل ہے۔ حضرت تھانویؒ نے تفسیر بیان القرآن میں آیات اور سورتوں کے درمیان اکثر اوقات ارتباط کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ موصوف نے بیان القرآن میں منصب نبوت کا احترام اور انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔ اس طرح آیات سیرت محمد ﷺ کی فقیہانہ انداز میں تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ان آیات کا مقصد امت پر واضح ہو جائے اور ہر ایک امتی کیلئے سیرت طیبہ پر عمل آسان ہو جائے۔

---

48 Thanwi, Ashraf Ali, Maulana, Al-Murad Al-Farsakhi Fi Al-Murad Al-Bur Zakhi, Ebqa, Khutab Khana Ashrafia, Urdu Bazaar, Delhi, 1361 AH, P:9-10
49 Al-Ahzab 33:70-71
50 Tafseer Biyan-ul-Quran, P:837

مختصراً یہ جو آیاتِ سیرت کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ ان میں آیات کی تفسیر کو جہاں تک میرے نزدیک قارئین کیلئے متعلقہ آیات کا مفہوم واضح ہو جائے گا وہاں تک درج کیا ہے۔ اس مضمون کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ "خطاب عام بوجوب رسالت محمد یہ ﷺ وتسلیہ رسول ﷺ " دوسرا "اثبات رسالت و فضیلت رسول ﷺ " تیسرا "رسالت و کمالات رسالت مع اظہار جلادت "چوتھا "حصر فلاح و نجات در اتباع محمدی ﷺ بدورہ اخیر و مدح متبعین"۔ یہ اصطلاحات حضرت تھانوی کی بیان کردہ تفسیر کی فہرست سے لی گئی ہیں۔ آیات سیرت کے مطالعہ کے وقت جہاں ایک ہی آیت سیرت کے مختلف پہلوؤں کی تائید کرتے ہوئے سامنے آئی ہے۔ وہاں اس آیت کو جہاں مجھے زیادہ مناسب معلوم ہوا مضمون کے چار حصوں میں سے کسی ایک میں درج کر کے اس کی تفسیر نقل کر دی ہے۔ تکراری صورت اختیار نہیں کی گئی اور ہر حصہ میں آیات کو ترتیب توقیفی کے اعتبار سے نقل کیا ہے اس مضمون کا مقصد بالخصوص عوام الناس کو سیرت محمد ﷺ کی طرف ترغیب و تشویق اور حکمت کے ساتھ متوجہ کرنا ہے۔ یقیناً امت کی دنیاوی اور اخروی کامیابی کا سبب قرآن و سنت ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ موصوفؒ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں قرآن و سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)